بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اسلامی تاریخ میں اگست کو اس حیثیت سے ایک امتیاز حاصل رہے گا کہ ۲۸ سال پہلے اسی مہینے کی ۱۴ تاریخ کو مسلم ممالک کی برادری میں ایک نئی مملکت کا اضافہ ہوا تھا۔ برِّصغیر کے مسلمانوں نے ایک طویل جدوجہد کے بعد برطانوی استعمار اور ہندو سامراج سے نجات حاصل کی تھی اور دنیا سے یہ حقیقت منوا لی تھی کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے برِّصغیر میں وہ ایک الگ مستقل بالذات قوم ہیں اس لئے جمہوریّت کے مسلّمہ اصول کے مطابق اپنی اکثریت کے علاقوں میں انہیں سیاسی اعتبار سے ایک آزاد اور خود مختار ریاست قائم کرنے کا حق ہے تاکہ وُہ اپنے دین، اپنی تہذیب اور اپنے تمدن کی حفاظت کر سکیں۔

۱۴ اگست ہماری عظیم تاریخ کا ایک سنگ میل ہے جو ہمارے مبدأ و منتہا کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ نشانِ منزل ہے جو ہمارے آغاز و انجام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ایک عہد آفریں دن ہے جس کے ڈانڈے ماضی اور مستقبل دونوں سے ملے ہوئے ہیں۔ یہ ایک طرف مسلمانوں کے شاندار ماضی کی عظمتوں کو یاد دلاتا ہے تو دوسری طرف درخشاں مستقبل کے روشن امکانات کی جھلک دکھلاتا ہے۔ اس دن کی اہمیّت کو اگر ہم اس کے تاریخی پس منظر میں تلاش کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کا سلسلہ چودہ سو سال پیچھے اس دن سے جا ملتا ہے جس دن سالارِ کارواں میرِ حجاز نے سرزمین عرب میں ملّتِ بیضا کا سنگِ بنیاد رکھا تھا، جب پہلی بار کفر و اسلام کی تقسیم پر قوم کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ فارس کے سلمان، روم کے صہیب اور حبش کے بلال اس قومیت کے رکن قرار پائے تھے اور مکّہ مدینہ کے بہت سے لوگ نسل، وطن اور زبان کا اشتراک رکھنے کے باوجود اس سے خارج کر دیئے گئے تھے۔

برصغیر کے مسلمانوں کا یہی تاریخی اور ملّی شعور تھا جس نے ہزاروں دیلویوں اور دیوتاؤں کی سرزمین میں تمام تر نامساعد حالات کے باوجود انہیں اپنے انفرادی وجود کے ساتھ صدہا برس زندہ رکھا ورنہ "اکال الامم" ہندوستان میں آج ان کا نام ونشان نہ ملتا۔ اقبال وادبار کی دھوپ چھاؤں میں جو قوم اپنا تشخص قائم رکھ سکے وہی زندہ رہنے کا حق رکھتی ہے۔ مسلمان قوم اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود اس وصف سے متصف چلی آ رہی ہے کہ بحیثیت مجموعی حالات کے نشیب و فراز کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ گرتی ہے تو اُٹھنے کے لئے، رُکتی ہے تو چلنے کے لئے، پیچھے ہٹتی ہے تو آگے بڑھنے کے لئے۔ مسلم قوم کی اسی کیفیت کا نقشہ علامہ اقبال نے اپنے ایک مشہور شعر میں کھینچا ہے۔

ے جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

پاکستانی قوم اسی خورشید کی ایک کرن ہے۔ گو اپنی مختصر مدّتِ حیات میں اس نے بھی کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں لیکن اس کی ہستی زندہ و پائندہ ہے۔ پاکستان کا نام جریدۂ عالم پر ثبت ہے۔ اس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔ دشمن اگرچہ اس کو مٹانے کے درپے ہیں مگر انہیں اپنے اس ارادے میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک ہمارا ملّی شعور بیدار ہے۔ ے

ملّت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

پاکستان روزِ اوّل سے داخلی اور خارجی فتنوں کی آماجگاہ رہا ہے اور آج بھی وہ اندرونی اور بیرونی خطرات کی زد سے باہر نہیں۔ اندریں حالات پاکستان کے ہر وفادار شہری کا فرض ہے کہ وہ خبردار رہے اور پاکستان دشمن قوتوں کو ابھرنے کا موقع نہ دے۔

یوں تو پاکستان اپنی زندگی کے ہر دَور میں کسی نہ کسی فتنے سے دوچار رہا ہے اور قوم نے بحیثیت مجموعی ہمیشہ ان فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا ہے۔ لیکن آجکل اس کے خلاف جس قسم کے فتنے سر اٹھا رہے ہیں وہ اس لحاظ سے زیادہ سنگین اور خطرناک ہیں کہ ان کی زد براہِ راست پاکستان کی نظریاتی اساس پر پڑتی ہے۔ ان تازہ فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ

لادینی رجحانات کا فروغ ہے۔ صوبائی عصبیت، علاقائی ثقافت اور مقامی زبان پر حد سے زیادہ زور اسی فتنے کے برگ و بار ہیں۔ ایسے تمام رجحانات جن سے پاکستان کی وحدت، بقاء اور سالمیت پر حرف آتا ہو، ہمارے لئے زہر ہلاہل ہیں۔ ہمیں اپنے تمام ذرائع کو بروئے کار لاکر ایسے رجحانات کا استیصال کر دینا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہم اپنی آزادی کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ ۱۹۷۵ء کا یوم آزادی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم ۱۹۴۷ء کے عزائم کو سینوں میں بیدار رکھیں، اپنے اندر وہی شعور، وہی جوش، وہی ولولہ اور وہی حوصلہ پیدا کریں۔

مضمون نگاروں سے التماس

صحت کتابت و طباعت کے لئے ضروری ہے کہ تحریر صحیح اور صاف ہو۔ عربی عبارت خاص کر قرآنی آیات کے سلسلے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ طرز املا قرآن مجید کے متداول اور مروج خط کے مطابق ہو اور آیتیں غلط نقل نہ کی جائیں۔ مضمون بھیجنے سے پہلے بار بار دیکھ کر اطمینان کر لیجیئے کہ آیت صحیح نقل ہوئی ہے۔ حوالہ میں سورہ کا نام اور آیت نمبر ضرور درج کیجیئے۔ آیات کی تحریر میں بے پروائی سے کام لینے والے مضمون نگاروں کے مضامین قبول نہیں کئے جائیں گے۔ (ادارہ)